حضرت قاسم

رضی اللہ عنہ

حیات، فضائل اور سیرت

تالیف

احمد رضا مغل

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

رشحات قلم

احمد رضا مغل

نام کتاب : حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

مصنف : احمد رضا مغل

نظر ثانی : ام غلام غوث رضا

نوٹ :

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عقیدت کے پھولوں کے ساتھ پیش کرتا ہوں، اور اسے اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت و عقیدت کے نام منسوب کرتا ہوں۔

خصوصاً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزندِ ارجمند، شہزادۂ اہلِ بیت، **حضرت قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ** کی پاکیزہ یاد کے نام، جنہوں نے میدانِ کربلا میں حق و صداقت کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرکے وفا، شجاعت اور عشقِ اہلِ بیت کی لازوال مثال قائم کی۔

نیز اپنے والدین، اساتذۂ کرام اور تمام محبینِ اہلِ بیت کی خدمت میں جن کی دعاؤں، محبتوں اور حوصلہ افزائی نے مجھے اس علمی خدمت کی توفیق بخشی۔

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حمد و ثنا اسی ذاتِ اقدس کے لیے زیبا ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار، مالکِ ارض و سما اور خالقِ کائنات ہے۔ وہی عزت و ذلت کا مالک، ہدایت و ضلالت کا فیصلہ فرمانے والا اور اپنے بندوں پر بے شمار نعمتوں کی بارش فرمانے والا ہے۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اسی سے بخشش چاہتے ہیں اور اسی پر ایمان و توکل رکھتے ہیں۔ درود و سلام ہوں اس کے محبوبِ مکرم، خاتم النبیین، رحمتِ عالم ﷺ پر جن کی ذاتِ اقدس تمام جہانوں کے لیے سراپا رحمت ہے، جنھوں نے ظلمتوں میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو نورِ ہدایت عطا فرمایا اور دینِ حق کو مکمل صورت میں دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔

اسی طرح رضائے الٰہی اور سلامتی ہو ان عظیم صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر جنھوں نے رسولِ اکرم ﷺ کی صحبت سے فیض حاصل کیا، دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جانوں، مالوں اور تمام تر صلاحیتوں کو وقف کر دیا اور رہتی دنیا تک آنے والے مسلمانوں کے لیے وفا، اخلاص، ایثار اور قربانی کی لازوال مثالیں قائم کیں۔

خصوصی طور پر سلام و عقیدت ہو اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم پر، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے گھرانے کی نسبت سے عظمت و شرف عطا فرمایا۔ یہ وہ مقدس نفوس ہیں جن کی محبت ایمان کا حصہ، جن کی تعظیم اہلِ اسلام کا شعار اور جن کے نقوشِ قدم ہدایت و سعادت کا راستہ ہیں۔ تاریخِ اسلام کا ہر روشن باب اہلِ بیتِ اطہار کی قربانیوں، صبر و استقامت اور دینِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے دی گئی بے مثال خدمات سے مزین ہے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، جو جگر گوشۂ رسول ﷺ اور سیدِ شبابِ اہلِ جنت ہیں، ان کی پاکیزہ نسل میں ایک ایسا عظیم فرزند پیدا ہوا جس نے کم عمری کے باوجود شجاعت، وفاداری، عشقِ اہلِ بیت اور حق پرستی کی ایسی مثال قائم کی کہ رہتی دنیا تک اہلِ ایمان کے دلوں میں اس کا تذکرہ زندہ رہے گا۔ یہ عظیم المرتبت شخصیت حضرت قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ کی ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ تاریخِ اسلام کے ان روشن ستاروں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی مختصر عمر میں وہ مقام حاصل کیا جو بہت کم لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔ آپ خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ، حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے۔ آپ کی شخصیت میں شرافتِ نسب، حسنِ اخلاق، عظمتِ کردار اور وفائے اہلِ بیت کے تمام روشن پہلو نمایاں نظر آتے ہیں۔

واقعۂ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جس میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن معرکہ برپا ہوا۔ اس عظیم آزمائش میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے ثابت کر دیا کہ حق کی حمایت اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے عمر کی طوالت نہیں بلکہ ایمان کی قوت اور یقین

کی پختگی درکار ہوتی ہے۔ آپ کی شہادت نوجوان نسل کے لیے ایثار، وفا، اطاعت اور قربانی کا ایک ایسا درس ہے جو قیامت تک تازہ رہے گا۔

زیرِ نظر کتاب میں حضرت قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ، نسب، فضائل، اخلاق، واقعۂ کربلا میں آپ کے کردار اور آپ کی عظیم قربانی کے مختلف پہلوؤں کو حتی المقدور مستند مآخذ کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کا مقصد محض تاریخی واقعات کا تذکرہ نہیں بلکہ نئی نسل کو ان مقدس ہستیوں کی سیرت سے روشناس کرانا ہے جنہوں نے اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

اگر اس مختصر کاوش کے ذریعے قارئین کے دلوں میں اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت میں اضافہ ہو، ان کے کردار سے رہنمائی حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی سے سبق حاصل کرنے کی توفیق ملے تو میں اسے اپنی خوش نصیبی اور اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھوں گا۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے اہلِ ایمان کے لیے نافع بنائے اور اس کے ذریعے مصنف، قارئین اور تمام مسلمانوں کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

طالب دعا

احمد رضا مغل

حضرت قاسم بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما

انسانی معاشرہ ہو یا اسلامی معاشرہ ہر معاشرے میں خاندانی خصوصیات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جہاں اور فضائل باعثِ فخر و مباہات ہوتے ہیں ان میں خاندانی خصوصیات بھی شامل ہیں، عرب معاشرے میں خاندانی خصوصیات پر فخر و مباہات پر قصیدہ خوانی ہوتی تھی، میدانِ جنگ میں رجز پڑھے جاتے تھے، تمام عربوں کا کیا ذکر خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خاندانی شرافت کا تذکرہ فرمایا ہے۔

یہ خاندانی خصوصیات خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نواسوں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ میں جس شان سے پائی جاتی ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک اس 'سلسلۃ الذھب' کی ایک کڑی بھی زنگ آلود نہیں اصلاب وارحامِ طاہرہ کا ایک سلسلہ ہے جو اوپر سے نیچے تک چلا آرہا ہے کفر و شرک کا تعلق کبھی اس نسل سے ہوا ہی نہیں۔ اس شجرۂ طیبہ کی جس فرد پر نظر ٹھہرے بلحاظِ فضل و کمال نوعِ انسانی کا ممتاز فرد نظر آئے گا۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اسی عظیم خاندان کے شاہزادے تھے جن کا ذکر خیر آج پڑھنے کی سعادت حاصل کریں گے

نام ونسب :

نام قاسم مکمل نسب کچھ یوں ہے قاسم بن امام حسن مجتبیٰ بن علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین

والد ووالدہ :

والد حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ جبکہ والدہ ام ولد تھیں (نسب قریش ص 50)

کربلا میں امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے کتنے بیٹے تھے؟

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار فرزند (1) حضرت قاسم (2) حضرت عبداللہ (3) حضرت عمر (4) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنھم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور کربلا میں شہید ہوئے (سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 279 / سوانح کربلا ص 125)

ازواج واولاد :

امام عالی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی) ایک صاحبزادی جن کا نام سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور جن کی نسبت حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوئی تھی اور اس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی۔ کربلا میں ان کا نکاح ہونے کی جو روایت مشہور ہے وہ غلط ہے اس کی کچھ اصل نہیں اور کچھ وہ واقعہ کربلا کے بعد عرصہ تک حیات رہیں اور ان کا نکاح حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا۔ حضرت سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ امراء القیس ابن عدی کی دختر قبیلہ بنی کلب سے ہیں۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ازواج میں سب سے زیادہ ان کے ساتھ محبت تھی اور ان کا بہت زیادہ اکرام واحترام فرماتے تھے۔ حضرت امام کا ایک شعر ہے

لَعُمْرِیْ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ اَرْضًا

تَحُلُّ بِهَا سَكِيْنَةُ وَالرَّبَابُ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام عالی مقام کو حضرت سکینہ اور ان کی والدہ ماجدہ سے کس قدر محبت تھی۔ (سوانح کربلا ص 126)

اولاد کے حوالے سے "نسب قریش" میں ہے کہ **لیس لھا عقب** یعنی ان (قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ) کی کوئی اولاد نہیں تھی (نسب قریش 50)

کربلا میں شادی:

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ بعض جہلاء میں یہ مشہور ہے کہ حضرت قاسم بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح کبریٰ بنت حسین رضی اللہ عنہا سے میدان کربلا میں ہوا تھا جس کی بناء پر مہندی نکالی جاتی ہے اس پر جواب دیتے ہوئے ہمارے امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(1) یہ نہ شادی ثابت، نہ یہ مہندی، سوا اختراع اختراعی (خود سے گھڑ لینا) کے کوئی چیز نہیں (فتاویٰ رضویہ ج 24 ص 501)

(2) اس (نکاح اور مہندی) کا کوئی ثبوت نہیں (فتاویٰ رضویہ ج 24، 509)

(3) تعزیہ بنانا، مہندی نکالنا سب بدعت و ناجائز ہے (فتاویٰ رضویہ ج 24 ص 500)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃاللہ علیہ رقمطراز ہیں: کربلا میں ان کا نکاح ہونے کی جو روایت مشہور ہے وہ غلط ہے اس کی کچھ اصل نہیں اور کچھ ایسے کم عقل لوگوں نے یہ روایت وضع کی ہے جنھیں اتنی بھی تمیز نہ تھی کہ وہ یہ سمجھ سکتے کہ اہل بیت رسالت کے لیے وہ وقت توجہ الی اللہ اور شوق شہادت اور اتمام حجت کا تھا۔ اس وقت شادی نکاح کی طرف التفات ہونا بھی ان حالات کے منافی ہے۔ حضرت سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات بھی راہِ شام میں مشہور کی جاتی ہے یہ بھی غلط ہے بلکہ وہ واقعہ کربلا کے بعد عرصہ تک حیات رہیں (سوانح کربلا ص 126)

موت شہد سے زیادہ شیریں ہے :

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے طرف ایک قول منسوب ہے کہ آپ سے عم مکرم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا بنی، کیف تری الموت ؟اے بھتیجے موت کو تم کیسے دیکھتے ہو ؟اس پر آپ نے جواب دیا الموت احلی عندی من العسل یعنی موت میرے نزدیک شہد سے زیادہ شیریں ہے

یہ قول کسی مستند کتاب میں نہیں ملا البتہ اس سے ملتا جلتا ایک شعر "کتاب شعر خوارج " میں احسان عباس نے نقل کیا ہے احساس عباس نے اس کتاب میں کئی ابیات اور اشعار جمع کیے ہیں جس میں اعرج المعنی کے ابیات نمبر 6 کا شعر نمبر 5 یہ ہے الموت احلی عندنا من العسل ہے (شعر الخوارج ص 246)

امام عالی مقام سے اجازت :

جب شہزادہ حضرت قاسم رضی اللّٰہ عنہ نے میدانِ کربلا میں جانے کے لیے اپنے خیام سے تیاری شروع فرمائی تو حضرت امام عالی مقام رضی اللّٰہ عنہ نے دیکھا کہ اب میرے بھائی راکبِ دوشِ مصطفیٰ کا نورِ نظر جس کو دیکھ کر اپنے بھائی حسن (رضی اللّٰہ عنہ) کی یاد آ جاتی ہے جن کا چہرہ انور اپنے باپ کے ساتھ ملتا جلتا ہے اب میرا یہ پیارا قاسم میدانِ کارزار میں جہاد کے لیے آراستہ ہو رہا ہے۔اس منظر کو دیکھتے ہی حضرت امام رضی اللّٰہ عنہ حضرت قاسم رضی اللّٰہ عنہ کے گلے جا لگے اور اس قدر روئے کہ غشی طاری ہو گئی۔ حضرت قاسم رضی اللّٰہ عنہ نے تسلی و تشفی فرمائی۔ اور اپنے شوقِ جہاد اور خونِ حیدری کے جوش کا مظاہرہ کیا اور اجازت چاہی لیکن حضرت امام رضی اللّٰہ عنہ اپنے بھائی کی اس عظیم نشانی کو اپنے سے جدا کرنے پر پس و پیش کرتے رہے۔ بالآخر شہزادے نے اپنے چچا جان بزرگوار سے بڑے اصرار کے بعد اجازت حاصل کر لی (شہادت نواسہ سید الابرار و مناقب آل نبی المختار ص 485)

میدان کربلا میں آمد :

شہزادے اسی حال میں میدانِ کارزار میں نکلے کہ ان کی آنکھیں چچا کے غم میں پرنم تھیں اور چچا کی بھتیجے کی جدائی میں، صاحبِ حیات فرماتے ہیں کہ جب شہزادہ چل پڑا تو حضرت امام عالی مقام رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا۔ **يَا وَلَدِي اَتَمْشِي بِرِجْلِكَ اِلَى الْمَوْتِ**۔ اے پیارے بیٹے قاسم! کیا تم اپنے قدموں سے چل کر موت کی طرف جاتے ہو۔

شہزادہ قاسم رضی اللّٰہ عنہ نے جواب میں عرض کیا۔

كَيْفَ لَا يَا عَمَّاهُ! وَ اَنْتَ بَيْنَ الْاَعْدَاءِ فَرِيْدًا لَّمْ تَجِدْ صَاحِبًا وَّ لَا صَدِيْقًا۔ رُوْحِیْ لِرُوْحِكَ الْفِدَاءُ وَ نَفْسِیْ لِنَفْسِكَ الْوَفَاءُ۔

اے عمِ بزرگوار! بھلا میں ایسا کیوں نہ کروں جب کہ آپ کو اعداء کے نرغے میں بے یار و مددگار تنہا کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ میری جان آپ پر فدا ہو۔

امامِ ہمام رضی اللہ عنہ یہ جواب سن کر رو پڑے اور قاسم رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگا کر بوسہ دیا اور سپردِ خدا کیا اور فرمایا اچھا ہم بھی تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔

شہزادہ آخری سلام فرما کر کارزار میں کود پڑے اور زبانِ اقدس پر یہ رجز پڑھتے گئے۔

اِنْ تَنْکُرُوْنِیْ فَاَنَا ابْنُ الْحَسَنِ

سِبْطِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی الْمُؤْتَمَنِ

هٰذَا حُسَيْنٌ كَالْاَسِيْرِ الْمُرْتَهَنِ

بَيْنَ اُنَاسٍ لَّا سُقُوْا صَوْبَ الْمُزَنِ

یزیدی لشکر نوجوان شہزادہ قاسم رضی اللہ عنہ کے چہرہ انوار کی تابانی و چمک اور رجز سن کر بوکھلا گیا۔ میدانِ کارزار میں ایک آفتاب چمک رہا ہے۔ فَخَرَجَ اِلَيْنَا غُلَامٌ كَاَنَّ وَجْهَهُ شَقَّةُ قَمَرٍ - ہماری طرف ایک قاسم نامی شخص آیا جس کا چہرہ چاند کی مانند تھا گویا کہ چاند نمودار ہوا ہے۔ آپ کے فوج

اشقیاء کا مقابلہ فرمایا اور ستر ناریوں کو واصل جہنم کیا (شہادت نواسہ سید الابرار و مناقب آل نبی المختار ص485۔486)

میدان کربلا میں لباس :

کہتے ہیں کہ لشکر حسینی سے ایک نوجوان نکلا اس کا چہرہ بدر منیر جیسا تھا قمیض اور تہبند میں ملبوس تھا اس کی جوتی کا ایک تسمہ ٹوٹا ہوا تھا (البدایہ والنھایہ ج8 ص188)

شہادت :

اعداء نے چار طرف سے نرغہ کیا۔اس نرغے میں عون بن عبداللہ بن حضرت جعفر طیار اور عبد الرحمٰن و جعفر، پسرانِ عقیل (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے شہادتیں پائیں۔ پھر حضرتِ قاسم، حضرت امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صاحبزادے حملہ آور ہوئے اور عمرو بن سعد بن نفیل مردود کی تلوار کھا کر زمین پر گرے، امام کو چچا! کہہ کر آواز دی، امام شیر غضبناک کی طرح پہنچے، اور عمرو مردود پر تلوار چھوڑی، اس نے روکی، ہاتھ کہنی سے اڑ گیا۔ وہ چلایا، کوفے کے سوار اس کی مدد کو دوڑے اور گرد و غبار میں اسی کے ناپاک سینے پر گھوڑوں کی ٹاپیں پڑ گئیں۔ جب گرد چھٹی تو دیکھا ،امام حضرت قاسم کی لاش پر فرما رہے ہیں: "قاسم! تیرے قاتل رحمتِ الٰہی سے دور ہیں، خدا کی قسم! تیرے چچا پر سخت شاق گزرا کہ تُو پکارے اور وہ تیری فریاد کو نہ پہنچ سکے۔" پھر انہیں بھی اپنے سینے پر اٹھا کر لے گئے اور حضرتِ علی اکبر کے برابر لٹا دیا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے حضرت عباس اور ان کے تینوں بھائی اور امام کے دوسرے صاحبزادے حضرت ابو بکر اور سب بھائی بھتیجے (رضی اللہ

تعالیٰ عنہم) شہید ہو گئے۔ اللہ انہیں اپنی وسیع رحمتوں کے سائے میں جگہ دے اور ہمیں ان کی برکات سے بہرہ مند فرمائے۔(آئینہ قیامت ص 73)

قاسم و عبّاس پر ہوں رحمتیں

کربلا کے شہسواروں کو سلام

ازقلم:

احمدرضامغل

بتاریخ:

27 **اپریل** 2026 **بمطابق** 9 **ذیقعدہ** 1447